عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ تحریک جدید کے سینتیسویں سال کا اعلان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ (الشوریٰ:۳۷)

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (الجمعة:۱۲)

اور پھر فرمایا:-

پچھلے جمعہ مَیں نے دوستوں کو بتایا تھا کہ میرے خون کی شکر معمول سے کافی بڑھ گئی ہے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے بغیر دوائی کے استعمال کے گزشتہ اتوار کو خون کا جو دوسرا امتحان ہوا اس میں خون کی شکر ۲۶۲ سے گر کر ۲۲۱ پر آ گئی تھی یہ بھی زیادہ ہے بہرحال دوست دعا کرتے رہیں اس عرصہ میں پیچش کا مجھے تیسرا حملہ ہوا ہے یہ مرض پیچھا نہیں چھوڑتی دوائی کھاتا ہوں آرام آ جاتا ہے دوائی چھوڑ دیتا ہوں تو پھر حملہ کر دیتی ہے۔ اسی طرح چل رہا ہے پھر صبح سے گلے کی خراش اور نزلے کی تکلیف شروع ہوگئی ہے دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل کرے اور ساری زندگی کام کی زندگی بنائے۔ ان تین دنوں میں انصار اللہ کا اجتماع ہے انصار اللہ کے دوست باہر سے آئے ہوئے ہیں یہ بھی کافی بڑا پروگرام ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نباہنے کی بھی توفیق عطا

فرمائے اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں جو یکم نبوت (یکم نومبر) سے شروع ہوگا یہ نیا سال تحریک جدید کے دفتر اوّل کا سینتیسواں[۳۷] سال ہے اور دفتر دوم کا ستائیسواں[۲۷] سال ہے اور دفتر سوم کا چھٹا سال ہے۔

دو[۲] سال قبل میں نے جماعت کو یہ توجہ دلائی تھی کہ تحریک جدید کے کام کی طرف پہلے سے زیادہ متوجہ ہوں اور زیادہ قربانیاں کریں اور زیادہ ایثار دکھائیں اور اپنی نئی نسل کو زیادہ بیدار کریں اور انہیں قربانیوں کے لئے تیار کریں دفتر سوم کی ذمہ داری تو انصاراللہ پر ڈالی گئی تھی اس میں بھی ابھی کافی سستی ہے۔

اس دو[۲] سال میں وہ ٹارگٹ جو میں نے تحریک جدید کے سامنے رکھا تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ تحریک کے تعلق میں جماعت کے سامنے رکھا تھا وہ یہ تھا کہ پاکستان کے احمدیوں کی یہ مالی قربانی سات لاکھ نوے ہزار روپے ہونی چاہئے مگر جماعت اس ٹارگٹ تک نہیں پہنچ سکی کچھ جائز وجوہات بھی ہیں۔ پہلے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے چندوں کا زائد بار تھا اب بار تو نہیں کہنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کے جو دروازے کھولے تھے ہم اپنی غفلتوں کی وجہ سے یا اپنی بشری کمزوری کے نتیجہ میں اتنا فائدہ نہیں اٹھا سکے جتنا کہ ہمیں اٹھانا چاہئے تھا یا جتنا ہمارا پیارا رب ہم سے توقع رکھتا تھا کہ ہم اٹھائیں گے۔ باوجود فضل عمر فاؤنڈیشن کی زائد قربانیوں کے جو جماعت دے رہی تھی پھر بھی پہلے کی نسبت تحریک نے ترقی کی ہے پینتیسویں[۳۵] سال میں چھ لاکھ تیس ہزار تک پہنچے اور چھتیسویں سال میں چھ لاکھ پینسٹھ ہزار تک پہنچے اور سات لاکھ نوے ہزار تک جو میں نے ٹارگٹ مقرر کیا تھا اس میں ابھی ایک لاکھ پچیس ہزار کی کمی ہے کیونکہ اس عرصہ میں ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کا بھی مطالبہ ہوا ہے یہ مطالبہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوا ہے۔ مغربی افریقہ کی ضرورت کے مطابق یہ مطالبہ ہوا ہے۔ اس لئے میں نے سات لاکھ نوّے ہزار کا جو ٹارگٹ رکھا تھا کہ یہاں تک جماعت کو پہنچنا چاہئے اس میں کوئی زیادتی نہیں کرنا چاہتا لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس سال انشاء اللہ وہاں تک پہنچ جائے گی۔

بعض جماعتوں نے اس طرف توجہ دی ہے بعض نے بڑی غفلت برتی ہے اگر ہم جماعتوں کا سرسری جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کراچی کی جماعت اپنے ٹارگٹ کو پہنچ گئی ہے

جب میں نے یہ اعلان کیا تھا یعنی سات لاکھ نوے ہزار کا ٹارگٹ مقرر کیا تھا تو دفتر تحریک نے ہر بڑی جماعت اور ضلع کا نسبتی طور پر ٹارگٹ مقرر کر دیا یعنی چونتیسویں پینتسویں سال کا چندہ تھا اس کے ٹوٹل اور سات لاکھ نوے ہزار کی جو نسبت بنتی تھی اس نسبت سے تحریک نے کہا کہ ہر جماعت اور ضلع اتنا زیادہ دے دے تو جو ٹارگٹ ہے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ اس نسبت سے یعنی سات لاکھ نوے ہزار کے ٹارگٹ کے لحاظ سے کراچی کو جتنا دینا چاہئے تھا اتنا اس نے دے دیا ہے۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اسی طرح اسلام آباد ہے پھر ضلع ہزارہ ہے پھر جہلم شہر ہے اسی طرح بنوں شہر و ضلع ہے پھر ساہیوال شہر ہے، پھر ڈیرہ غازیخاں شہر و ضلع ہے پھر بہاولپور شہر و ضلع ہے اور اسی طرح ڈھاکہ شہر، ان سب نے اپنے تحریک جدید کے چندے اس نسبت سے بڑھا دیئے کہ جس نسبت سے سات لاکھ نوے ہزار کی رقم پوری کرنے کے لئے ان پر ذمہ داری آتی تھی اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

لیکن بعض ایسی جماعتیں بھی ہیں جو کچھ سست ہیں اور بعض ایسی جماعتیں ہیں جن سے ہم توقع رکھتے تھے کہ وہ اس طرف زیادہ توجہ دیں گی مگر انہوں نے توجہ نہیں دی مثلاً ربوہ ہے۔ ربوہ اپنے اس ٹارگٹ کو نہیں پہنچا اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے ربوہ کو تو باہر کی جماعتوں کے لئے نمونہ بننا چاہئے مگر یہ نمونہ نہیں بنے نہ صرف یہ کہ ربوہ کے دوست باہر کی جماعتوں کے لئے نمونہ نہیں بنے بلکہ انہوں نے کراچی اور دوسرے شہر و اضلاع کے نمونے سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا ٹارگٹ کے لحاظ سے ربوہ کو نوے ہزار کی رقم دینی چاہئے تھی جس میں سے صرف ستاون ۵۷ ہزار کے وعدے ہیں۔ اسی طرح لاہور شہر کا حال ہے یہ امیر احمدیوں کا شہر ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی کامل روح موجود نہیں یا اس روح کو بیدار نہیں کیا گیا دوسری بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے روح تو ہے لیکن نظامِ جماعت لاہور نے اس روح کو کما حقہ بیدار نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کا بھی چورانوے ہزار ٹارگٹ بنتا تھا لیکن صرف بہتر ہزار کے وعدے ہیں پھر سیالکوٹ شہر ہے۔ انہیں پندرہ ہزار کا ٹارگٹ دیا گیا تھا ان کے دس ہزار کے وعدے ہیں (ویسے میں نے سینکڑے چھوڑ دیئے ہیں ہزاروں میں بات کر رہا ہوں) اسی طرح راولپنڈی شہر ہے جس کے پہلو میں اسلام آباد شہر ہے جس نے اپنا ٹارگٹ پورا کر دیا ہے

لیکن راولپنڈی شہر کا چوّن ہزار روپے ٹارگٹ بنتا تھا اور انہوں نے وعدے صرف تیس[۳۰] ہزار کے کئے ہیں لیکن قریباً پچپن فیصد ہیں یہ بہت پیچھے رہ گئے ہیں پھر ملتان شہر ہے اس کا ٹارگٹ سترہ[۱۷] ہزار تھا اور انہوں نے وعدے کیے ہیں گیارہ ہزار کے۔ دفتر نے یہ رپورٹ دی ہے کہ جو شہر یعنی ضلع کا صدر مقام پیچھے ہے وہاں کی ضلعی جماعتیں بھی پیچھے ہیں۔ یہ تو ایک طبعی بات ہے جب کسی جماعت نے توجہ نہیں کی اور سستی دکھائی نظامِ جماعت نے اپنی ذمہ داری کو نہیں نباہا تو اگر شہر پیچھے ہے تو ضلع یقیناً پیچھے ہوگا بلکہ غالباً کچھ زیادہ پیچھے ہوگا بہرحال ہمارے سامنے یہ بڑی افسوسناک تصویر آتی ہے اللہ تعالیٰ فضل کرے اور ہمیں اپنی ذمہ داری نباہنے کی توفیق عطا کرے۔

میں نے آپ کو کچھ معیار بھی بتائے تھے یعنی دفتر اول اس حساب سے اوسطاً رقم دے رہا ہے دفتر دوم کی اوسط کیا ہے اور دفتر سوم کی اوسط کیا ہے اور چونکہ دفتر اول کی اوسط بہت اچھی تھی اور اب بھی ہے اسلئے میں نے اس میں زیادتی نہیں کی تھی دفتر اول میں جو حصہ لینے والے ہیں ان کی اوسط فی کس -/۶۴ روپے ہے اور یہ اوسط بڑی اچھی ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ دفتر اوّل میں بہت سے احباب کافی بڑی عمر کے ہیں اور میرا یہ خیال ہے (اگرچہ اس حصہ کی میرے پاس رپورٹ تو نہیں لیکن ان کی میرے پاس جو روزانہ رپورٹیں آتی ہیں ان سے پتہ لگتا ہے) کہ دفتر اول کی مجموعی رقم کم ہوگئی ہے اور ہونی چاہئے تھی کیونکہ بڑی عمر کے لوگ اس میں شامل ہیں۔ وفات بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے بعض دفعہ تو روزانہ یا دوسرے دن یہاں جنازہ آجاتا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ زندگی تو فانی ہے ہمیشہ کے لئے دنیا میں تو کسی نے نہیں رہنا ہم یہاں آئے ہیں پھر گزر جائیں گے۔

تاہم دفتر اول والوں نے اپنی -/۶۴ کی اوسط برقرار رکھی ہے اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔ -/۶۴ کے مقابلے میں دفتر دوم کی اوسط فی کس غالباً -/۲۰ یا -/۲۱ تھی لیکن میں نے کہا اسے -/۳۰ تک لیکر جاؤ یہ اوسط بڑھی تو ہے لیکن -/۳۰ تک ابھی نہیں پہنچی صرف -/۲۴ تک پہنچی ہے۔

دفتر دوم وہ دفتر ہے جس نے دفتر اوّل کی جگہ لینی ہے اور عملاً خاموشی کے ساتھ لے رہا ہے۔

دفتر اوّل میں حصہ لینے والوں کی تعداد دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے کیونکہ نئے تو اس میں شامل نہیں ہو رہے۔ دفتر دوم کی تعداد زیادہ ہے اور انہوں نے ان کی جگہ لینی ہے اور پھر دفتر سوم نے دفتر دوم کی جگہ لینی ہے اور پھر دفتر چہارم آجائے گا اپنے وقت پر جس نے دفتر سوم کی جگہ لینی ہے۔ دفتر اوّل کی اوسط فی کس اور دفتر دوم کی اوسط فی کس میں بڑا فرق ہے۔ ایک طرف ۶۴ روپے فی کس اور دوسری طرف -/۲۴ روپے فی کس جس کا مطلب یہ ہے کہ -/۴۰ روپے فی کس کا فرق ہے اور یہ فرق ہمیں فکر میں ڈالتا ہے اس کا ایک نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ دفتر دوم میں قربانی کی وہ روح نہیں جو دفتر اوّل میں پائی جاتی ہے یہ صحیح ہے کہ دفتر دوم والوں کی آمد شروع تھوڑی ہوتی ہے مگر انسان ترقی کرتا ہے مثلاً جو دوست گورنمنٹ کے ملازم ہیں ان کی ہر سال ترقی ہوتی ہے جتنی بڑی عمر کے ہوں گے وہ زیادہ تنخواہ لے رہے ہوں گے پھر انسان تجربے میں بھی ترقی کرتا ہے ایک شخص نوکر نہیں لیکن تجارت کر رہا ہے شروع میں اسے تجربہ نہیں یا شروع میں اس کے پاس سرمایہ نہیں تھا پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کے مالوں میں برکت ڈالتا ہے وہ اپنے تجربے میں بھی ترقی کرتے ہیں اور ان کے سرمائے میں بھی ترقی ہوتی ہے، ان کی آمد بھی زیادہ ہونے لگ جاتی ہے یہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ -/۶۴ اور -/۲۴ کی نسبت ہمارے دل میں بڑا فکر پیدا کرتی ہے۔ اس لئے ہمیں دفتر دوم کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہئے اور ان کے معیار کو بلند کرنا چاہئے۔ دفتر سوم میں بہت سے طالب علم بھی ہیں دفتر دوم میں بھی کچھ ہوں گے لیکن دفتر سوم کی نسبت بہت کم ہیں۔ دفتر سوم کا معیار -/۱۳ فیصد تھا۔ پھر میں نے کہا اسے بڑھا کر ۲۰ تک لے جاؤ۔ یہ بڑھا تو ہے یعنی -/۱۳ سے -/۱۵ تک آگئے ہیں لیکن ابھی -/۲۰ تک نہیں پہنچے دفتر سوم کی دو ذمّہ داریاں انصار اللہ پر عاید ہوتی ہیں ایک یہ کہ دفتر سوم میں زیادہ کم عمر بچے ہیں یا وہ ہیں جن کی احمدیت میں کم عمر ہے یہ ہر دو تربیت کے محتاج ہیں اور ان ہر دو کی تربیت کا کام خدام الاحمدیہ کا نہیں بلکہ انصار اللہ کا کام ہے مجموعی حیثیت میں وہ زیادہ تربیت یافتہ ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ انصار اللہ میں بعض نئے احمدیت میں داخل ہونیوالے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ انہیں ہم خدام الاحمدیہ یا اطفال میں تو نہیں بھیجتے مثلاً جو ۴۵ یا ۵۰ سال کی عمر میں آج احمدی ہوا ہے اور ہر مہینے بیسیوں اور سینکڑوں لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بہرحال اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ میں جائیں گے اور ان کی

تربیت کمزور ہوگی لیکن زیادہ رَو اس وقت نوجوانوں میں ہے اور میں بڑا خوش ہوں ہماری اگلی نسل میں بڑوں کی نسبت دین کی طرف بھی اور اسلام کے حقیقی نور کی طرف بھی اور احمدیت کی طرف بھی زیادہ توجہ ہے اور بعض جگہ تو اس وجہ سے فکر پیدا ہوتی ہے دو تین جگہ سے یہ رپورٹ آئی ہے کہ انہوں نے ایک فتویٰ دے دیا تھا کہ احمدی کافر ہیں اس کے مقابلے میں اس وقت تک دو چیزیں آ گئی ہیں۔

میں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ دنیا جو مرضی کہتی رہے اگر ہمارا رب ہمیں کافر نہیں کہتا تو ہمیں کوئی فکر نہیں لیکن چونکہ بہت سے احمدیت سے باہر ہیں وہ غلط راستے پر چل سکتے ہیں غلط نتائج لے سکتے ہیں اسلئے ہمیں بعض دفعہ کفر کے فتوؤں کا جواب دینا پڑتا ہے کہ ہائیکورٹ نے بھی یہ فیصلہ کیا اور قوم کے محبوب سیاسی رہنما قائد اعظم نے بھی یہ کہا وغیرہ وغیرہ۔ یہ جو نئے احمدیت میں داخل ہوئے ہیں یا جو احمدی نہیں ہیں ان کے لئے ہمیں یہ چیزیں چھپوانی پڑی ہیں ورنہ ہمیں کیا ضرورت ہے؟ جس کے کان میں اللہ تعالیٰ یہ کہہ رہا ہو کہ میں تجھے مسلمان سمجھتا ہوں اسے کسی اور کے فتوے کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان کافی ہے اور الحمدلِلّٰہ وہ ہمیں یہی کہہ رہا ہے میں تمہیں مسلمان سمجھتا ہوں لیکن جب ہم دوسروں کے لئے چھپواتے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کے ایک دوست نے کچھ پوسٹر شائع کئے تو دو تین جگہ سے یہ رپورٹ آئی کہ جب یہ پوسٹر لگائے جا رہے تھے تو چونکہ ہمارے خلاف تعصّب بھی ہے (اور یہ تعصّب جہالت کے نتیجہ میں ہے یا عدمِ علم کے نتیجہ میں ہے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم انہیں صحیح واقفیت بہم پہنچائیں اس لئے ایسے موقع پر ہمیں ان کے اوپر رحم ہی آتا ہے اپنے اوپر غصہ آتا ہے کہ ہم نے صداقت صحیح رنگ میں ان تک کیوں نہیں پہنچائی بہر حال تعصّب ہے) چنانچہ کئی لوگ کھڑے ہوگئے کہ ہم یہ پوسٹر نہیں لگانے دیں گے اس پر کئی غیر احمدی دوست ان کے مقابلے پر کھڑے ہوگئے کہ ہم دیکھیں گے تم کس طرح پھاڑتے ہو پس ایسی لڑائی میں ہم شامل تو نہیں ہونگے لیکن ملوث سمجھے جائیں گے حالانکہ وہاں کوئی احمدی نہیں لڑے گا کیونکہ لڑنے کا تو نہ ہمیں حکم ہے اور نہ ہمیں ایسی تربیت دی گئی ہے لیکن جن کی توجہ غلبۂ اسلام کی اس مہم کی طرف ہوتی ہے ان کو جوش آجاتا ہے اور ہمیں وہاں خاموش ہی رہنا پڑتا ہے۔

۱۹۵۳ء میں جب کالج پر کئی طرف سے انہوں نے یورش کی تو ایک ایسا گروہ آیا جس نے پتھراؤ کیا۔ تعلیم الاسلام کالج اس وقت لاہور میں ڈی۔اے۔وی کالج کی بلڈنگ میں تھا چنانچہ جب کالج پر پتھراؤ کیا گیا تو ان کے مقابلے میں ہمارے طالبعلموں نے بھی پتھراؤ کیا۔ مجھے جب پتہ لگا تو میں بڑا پریشان ہوا کہ انہوں نے احمدیت کی تربیت کے خلاف ایسا کیسے کر دیا؟ دراصل ہمارے کالج کے ہوسٹل میں ۶۰ فیصد طالب علم ایسے تھے جو احمدی نہیں تھے۔ جب میں نے تحقیق کی تو مجھے پتہ لگا کہ جن لڑکوں نے جواباً پتھراؤ کیا ہے۔ ان میں ایک بھی احمدی نہیں تھا لیکن چونکہ وہ ہمارے درمیان رہتے تھے ہمارے طالب علموں کو دیکھتے تھے ہمارے ساتھ ان کا تعلق تھا انہیں یہ پتہ تھا کہ یہ مظلوم جماعت ہے اس لئے ان کو غصہ آ گیا اور جوابی پتھراؤ کیا مگر اس میں احمدی طلبہ ملوّث نہیں تھے۔ انکوائری کمیشن میں آئی جی انور علی صاحب نے اس بات کو پیش کرایا کہ دیکھیں جی یہ دونوں طرف سے ہوجاتا ہے اس سے زیادہ طیش آ جاتا ہے تعلیم الاسلام کالج پر جب حملہ ہوا تو اندر سے بھی پتھراؤ ہوگیا میرے ساتھی میرے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ کو پتہ ہے کہ اس پتھراؤ میں احمدی طلباء شامل نہیں تھے اس لئے ہماری طرف سے یہ مؤقف لینا چاہئے کہ یہ غیر احمدی طلباء کا کام ہے میں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا جنہوں نے پیار کے ساتھ ہمارا ساتھ دیا ہے ہم ان کے خلاف انکوائری کمیشن میں کچھ نہیں کہیں گے ہمیں وہ بدنام کرتے ہیں تو کرتے رہیں لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ طالب علم جو احمدی نہیں تھے ان کو اپنے کالج کے لئے جوش اور غیرت آئی اور انہوں نے ہماری خاطر ایک قدم اٹھایا بے شک وہ ہمارے نزدیک غلط قدم تھا لیکن ان کے نزدیک تو درست تھا اگر ان کا قدم غلط ہے تو باہر سے بھی پتھراؤ اندر نہیں آنا چاہئے تھا اور اندر سے بھی باہر پتھر نہیں جانا چاہئے تھا لیکن جنہوں نے ہماری خاطر یہ قدم اٹھایا ہے ہم ان کے خلاف یہ قدم نہیں اٹھائیں گے وہ احمدی نہیں تھے غیر احمدی تھے وہ تو ہمارے ہیں چاہے احمدی ہیں یا نہیں ہماری خاطر انہیں غیرت آئی ہماری خاطر انہیں جوش آیا پس ہمیں فکر یہ رہتا ہے کہ کام کوئی کرے گا اور نام ہمارا بدنام ہوگا ہمارا موقف پیار کا موقف ہے ہم ان کو بدنام نہیں کریں گے جو ہماری خاطر غلطی کر رہے ہوں گے اپنے سر لے لیں گے۔

غرض یہ نوجوان طبقہ اس وقت احمدیت کی طرف زیادہ توجہ کر رہا ہے اور ہم پر بھی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے پڑھے لکھے طالب علم ہیں لیکن اکثر مظلوم ہیں ان سے بھی کوئی پیار نہیں کرتا ایک دفعہ بہت سے غیر احمدی طالب علم مجھ سے ملنے آئے ان میں کئی ایک لیڈر ٹائپ کے تھے جب میں اٹھا تو ایک لیڈر طالب علم کے منہ سے ایک ایسا فقرہ نکلا جسے سن کر مجھے خوشی بھی ہوئی لیکن مجھے دکھ بھی بہت ہوا جب ہم ڈیڑھ دو گھنٹے کی ملاقات کے بعد فارغ ہوئے اس کے بعد مصافحہ کرنا تھا وہ میرے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا پہلے اسی سے میں نے مصافحہ کرنا تھا۔ وہ آہستہ سے مجھے کہنے لگا کہ آج پہلی دفعہ کسی شریف آدمی نے ہم سے شرافت سے باتیں کی ہیں۔ مجھے یہ سن کر خوشی تو ہوئی کہ اس طرح جماعت کا اس پر اثر ہوا لیکن مجھے انتہائی دکھ ہوا کہ وہ نسل جس کے اوپر قوم کی ساری ذمہ داری پڑنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں عقل دی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں فراست دی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں جذبہ دیا ہے وہ آگے نکلنے والی نسل ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ان سے کبھی کسی نے شرافت سے بات کی ہے یا نہیں میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان کے دل میں یہ احساس ہے کہ ہم سے کسی نے کبھی شرافت سے بات نہیں کی اور اصل تو احساس ہوتا ہے پس جہاں مجھے تھوڑی بہت خوشی ہوئی وہاں مجھے بڑی تکلیف بھی ہوئی پس یہ پیارے بچے اب آ رہے ہیں اور آئیں گے ان کی تربیت انصار اللہ کا کام ہے یہ کام میں نے خدام الاحمدیہ کے سپرد نہیں کیا اس طرف توجہ دینی چاہیئے دفتر سوم کے چندے کی فی کس اوسط ۔؍۱۳ سے ۔؍۱۵ تک پہنچ گئی ہے یہ خوشکن ہے لیکن ۔؍۲۰ تک ان کو پہنچنا چاہیئے اور اس سال پہنچنا چاہیئے انصار اللہ ہر جگہ جائزہ لیں اور اپنی تھوڑی سی سستیاں ترک کر دیں تو زیادہ اچھا ہے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔

مثلاً افریقہ ہے یہ بات بھی ضمناً ہے خوشخبری ہے۔ اسلئے آپ کو سنا دیتا ہوں جو ہماری ’’آگے بڑھو‘‘ کی سکیم نصرت جہاں ریزروفنڈ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اس کے ماتحت ہمارے پہلے ڈاکٹر نے غانا میں جا کر کام شروع کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔

اور زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ جس جگہ انہوں نے کام شروع کیا ہے وہاں ان کو رہائش کے لئے مکان اور کلینک کے لئے اتنا بڑا امکان جسے حکومت نے بھی مان لیا ہے کہ یہ ٹھیک ہے

وہ ایک ایسے پیرا ماؤنٹ چیف نے عطا کیا ہے۔ (ہم اس کے بڑے ممنون ہیں) جو ابھی احمدی نہیں ہے۔ اس قسم کے حالات ہیں وہ قومیں ہم سے تعاون کر رہی ہیں کئی اور قومیں ہیں جو ہم سے حسد کر رہی ہیں ہمیں حسد کی کوئی پرواہ نہیں ہے جو قومیں ہم سے تعاون کر رہی ہیں وہ اس بات کی اہل ہیں ان کا یہ حق ہے کہ ہم ان کی خدمت کے لئے وہ سب کچھ کریں جو ہمارے بس میں ہے اس طرح وہاں بہت سارے وعدہ کئے گئے ہیں عمل بھی شروع ہو گیا ہے پیرا ماؤنٹ چیف نے بہت بڑا ہال کلینک کھولنے کے لئے دیدیا ہے دراصل غانا کی حکومت کچھ نخرے دکھا رہی ہے کہ پہلے ان سے کلینک کے لئے مکان کی Approval (اپروول) لو اور یہ کرو اور وہ کرو۔ مگر یہ ہال اتنا بڑا تھا کہ حکومت غانا کو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوا اور ڈاکٹر بھی جا رہے ہیں۔

غرض یہ بات ضمناً بھی ہے اور اس کا تعلق بھی ہے یہ جو اگلی نسل ہمارے اندر شامل ہو رہی ہے اور بڑی تعداد میں شامل ہو رہی ہے اس کی تربیت کی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ ہونی چاہئے تا کہ یہ اپنی ذمہ داریاں نباہنے کے زیادہ قابل ہو جائیں کیونکہ جب کام بڑھ گیا تو بہر حال ہمیں ادھر ادھر سے اور زیادہ آدمی لینے پڑیں گے اور اس وقت کام بڑھنے کا یہ حال ہے۔ نائیجیریا نے ہمیں (مجھے صحیح یاد نہیں) ۸ یا ۱۰ آدمیوں کا کوٹا دے رکھا تھا۔ اس سے زیادہ وہاں ہمارے آدمی نہیں جا سکے کیونکہ حکومت نے تعداد مقرر کی ہوئی ہے اب جب میں وہاں گیا ان سے باتیں کیں تو وہاں کی جماعت کو بھی جوش آیا اور ان کا ایک وفد وہاں کے وزیر سے ملا اور مطالبہ کیا کہ جس طرح حکومت نے کیتھولکس کو ۱۵۰ ڈاکٹروں اور پادریوں کو اجازت دے رکھی ہے اسی طرح ہمیں بھی اجازت دو چنانچہ انہیں بھی ۱۵۰ کی اجازت ملنے کی امید ہے، دوست دعا کریں ۱۵۰ آدمیوں کی اجازت مل جائے اس وقت وہاں دس آدمی ہیں ۱۴۰ آدمی جن کی اجازت ملے گی وہ وہاں موجود نہیں اور اگر آپ نے وہاں آدمی نہ بھیجے تو بڑی سُبکی ہوگی وہ کہیں گے کہ تم بڑے طمطراق کیساتھ آ گئے تھے کہ ہمیں دس کی بجائے ۱۵۰ کی اجازت دو اور تم آدمی کوئی نہیں بھیج رہے اور اگر ہم آدمی بھیج دیں تو بڑی ذمہ داری ہے مالی لحاظ سے بھی اور کئی دوسرے لحاظ سے بھی مثلاً رضا کار بھی آنے چاہئیں پیسہ بھی وہاں خرچ ہوگا۔ پس آپ دعا بھی کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پیسے بھی دے گا اور رضا کار بھی دے گا لیکن اپنے تعلق کو اپنے

رب سے قطع نہ کریں کیونکہ جب تک یہ تعلق قائم ہے ہمیں فکر نہیں ہم میں بعض کمزور ہیں جو چست ہیں وہ ان کو تیز کر دیں گے۔

اس وقت تو ضرورت کچھ اس قسم کی ہے کہ جس طرح روم اور ایران کے فتنے کو اور جوان کے منصوبے تھے اسلام کو مٹانے کے ان میں ان کو ناکام کرنے کیلئے بیشمار جرنیلوں کی ضرورت پڑی تھی (بیشمار تو ہمارا محاورہ ہے) ہمیں وہ کہیں نظر ہی نہیں آرہے تھے ضرورت سے پہلے نمایاں طور پر انکا نام ہی نہیں لکھا گیا لیکن ضرورت پڑنے پر وہ اس طرح ابھرے ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ رومیوں اور ایرانیوں کو سینکڑوں سال سے فنون جنگ کی مہارت حاصل تھی اور پھر یہ قومیں بزدل بھی نہیں تھیں کہ مسلمان اٹھے اور ان کو شکست دیدی۔ یہ بڑے بہادر تھے اتنے بہادر تھے کہ ایران میں یہ دستور تھا کہ کئی سپاہی زنجیروں سے اپنے آپکو جکڑ لیتے تھے اور یہ زنجیریں غالباً چار قسم کی ہوتی تھیں تین آدمیوں کو آپس میں باندھنے کی، پانچ آدمیوں کو آپس میں باندھنے کی، سات آدمیوں کو آپس میں باندھنے کی اور دس آدمیوں کو آپس میں باندھنے کی۔ اب دس سپاہی کھڑے ہوتے ہیں تلواریں اور نیزے لے کر اور ان کے پاؤں ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں بندھے ہوتے ہیں اگر وہاں ان میں سے ایک مر جائے تو وہ بوجھ ہے باقی دو پر یا نو پر۔ اور دو ایک نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں زنجیروں میں بندھ کر مسلمانوں کے خلاف کھڑے ہو جاتے تھے اور بڑے مالدار بھی تھے اور پوری طرح مسلح ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں ہندی فولاد بڑا مشہور تھا اس کی انہوں نے زرہیں پہنی ہوئی تھیں خود پہنی ہوئی تھیں۔ ان کی تلواریں اچھی، زرہ اور خود اچھے، نیزے اچھے، جرنیل اچھے، کئی سالوں کی ان کی ٹریننگ ہوتی تھی ان کی خود کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ ان کا ایک جرنیل نکلا، ان کا یہ دستور تھا کہ انفرادی جنگ کے لئے وہ اپنے مدمقابل سے دست بدست جنگ کے لئے آدمی بلاتے تھے چنانچہ ان کا ایک جرنیل نکلا اور اس نے حضرت خالدؓ بن ولید کو للکارا کہ میرے مقابلے پر آؤ جب یہ گئے تو انہوں نے اپنی تلوار پورے زور کے ساتھ اس کے سر پر ماری مگر ان کے ہاتھ میں صرف دستہ رہ گیا اور تلوار ٹوٹ کر دور جا پڑی اور دستہ ہاتھ میں، مگر اس جرنیل کو کچھ نہ ہوا خیر اللہ تعالیٰ نے حضرت خالدؓ کو بچا لیا میں اس وقت اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا میں یہ بتا رہا ہوں کہ وہ ہر لحاظ سے

مسلح اور تربیت یافتہ ہوتے تھے اسلام سے پہلے عرب کی لڑائیاں قبیلے قبیلے کی لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ نہ ان کو اس قسم کے فنون جنگ آتے تھے جس قسم کے رومیوں اور ایرانیوں کے تھے گو ان کے طریقوں میں آپس میں کچھ اختلاف بھی تھا مگر مسلمانوں کو یہ طریقے نہیں آتے تھے لیکن ایک صبح کو جب ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہترین فوجی دماغ عطا کر دیئے اس کے خزانے تو خالی نہیں وہ تو بھرے ہوئے ہیں۔

پس آپ یہ دعا کریں کہ جس صبح کو ہمیں ضرورت پڑے تو ہمیں نہایت ذہین اور صاحب فراست اور تحمل والے اور غیروں کے ساتھ پیار کرنے والے اور ان کی خاطر قربانیاں دینے والے اور ان کی خدمت کرنے والے اور ان کو اپنے سینے سے لگانے والے روحانی جرنیل مل جائیں وہاں جا کر یہ بھی جرنیل ہیں مگر تلوار کے بغیر جس کے ہاتھ میں قرآن کریم ہے وہ زیادہ اچھا جرنیل ہے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے ہاتھ میں بھی قرآن کریم تھا لیکن دشمن نے مجبور کر دیا تھا تلوار نکالنے پر، ورنہ وہ بھی صرف قرآن کریم لے کر باہر نکلتے تھے۔

غرض جتنے بھی جرنیلوں کی ہمیں ضرورت پڑے وہ ہمیں ملتے چلے جائیں آخر پہلے زمانہ میں مسلمانوں نے جرنیل بنانے کے لئے سٹاف کالج تو نہیں کھولے تھے اللہ تعالیٰ جو معلم حقیقی ہے اس نے ضرورت پڑنے پر اپنے پیار کا جلوہ دکھایا، بڑا ہی حسین جلوہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے میں نے بتایا ہے کہ تاریخ میں ان لوگوں کے نام کسی شمار میں نہ تھے۔ آدمی حیران ہوتا ہے کہ یہ کہاں سے آ گیا پتہ لگا یہ مدینہ سے آ گیا ہے اور مدینہ کی گلیوں میں وہ بے چارا اس طرح پھر رہا ہوگا جس طرح ہمارا نائیجیریا کا مبلّغ انچارج ربوہ میں آ کر ربوہ کی گلیوں میں پھرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر تو کچھ ہو نہیں سکتا اور اس کی مدد کو جذب کرنے کے لئے ایک تو ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت چاہئے اور دوسرے عاجزانہ دعائیں چاہئیں۔ آپ کی محبت میں اللہ تعالیٰ کی محبت آ جاتی ہے۔ آپ نے اپنے پیدا کرنے والے رب سے جو محبت کی ہے وہ کسی اور فرد بشر نے نہیں کی۔

دفتر سوم کو جس میں روز بروز ترقی ہوتی چلی جائے گی کیونکہ نوجوانوں کو اس طرف بڑی توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ وہ آئیں گے تو دفتر سوم میں داخل ہو جائیں گے دفتر سوم میں جب داخل

ہونگے غیر تربیت یافتہ ہوں گے آج احمدی ہوئے کل کو اس نے تحریک جدید کا چندہ لکھوا دیا اس پر ذمہ داری پڑگئی جو ہر احمدی نوجوان پر پڑتی ہے اس کو اپنا نفس مارنا پڑے گا اس کو گالیاں سن کر بجائے چپیڑ لگانے کے دعا دینی پڑیگی اسے بڑے زبردست ضبط اور نفس پر قابو پانے کی ضرورت ہے۔ دوسروں کو تو بڑا آرام ہے، غصہ آیا چپیڑ لگادی۔ ایک چپیڑ کھالی ایک چپیڑ لگادی، پر ایک احمدی کی نہ یہ تربیت ہے اور نہ اسے یہ زیب دیتا ہے اسے تو یہ تربیت دی جاتی ہے کہ چپیڑ کھاؤ اور دعا دو اور دل جیتو ہم نے لوگوں کے سر پھاڑ کر ترقی نہیں کرنی بلکہ غلبۂ اسلام کی یہ مہم لوگوں کے دل جیت کر سرہوگی۔ جس طرح یورپ سے میں نے جا کر کہا تھا کہ تمہارے دل جیتیں گے اور اسلام کو پھیلائیں گے اسی طرح میں یہاں بھی کہتا ہوں۔ کسی سے ہماری دشمنی اور لڑائی نہیں ہم دل جیتیں گے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو پھیلائیں گے۔ اس لئے جب تم چپیڑ کھاؤ گے تو چپیڑ کا جواب چپیڑ سے نہیں دینا۔ اسلئے بڑی زبردست تربیت کی ضرورت ہے نفس کی مثال گھوڑے کی ہے نفس یا تو منہ زور گھوڑا بن سکتا ہے یا مطیع گھوڑا بن سکتا ہے گھوڑے میں بڑی طاقت ہے اگر چاہے اور مطیع نہ ہو تو دس آدمیوں کو کھینچ کر لے جائے، لگام آپ جتنی مرضی کھینچتے رہیں وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا اسی طرح نفسِ امارہ اور اس کی بدیاں بڑی زوردار ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کی اور عاجزانہ دعاؤں کی لگام اس کے منہ میں پڑنی چاہئے اور اس کو ایک ہلکا سا اشارہ کافی ہونا چاہئے گھوڑے کو جو سکھایا جاتا ہے صرف اشارہ سکھایا جاتا ہے۔ اسے یہ نہیں بتایا جاتا کہ میں تم سے زیادہ طاقتور ہوں، یہ بتایا جاتا ہے کہ میں تم سے زیادہ ہوشیار ہوں تمہیں میرے اشارے پر چلنا پڑے گا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ گھوڑے کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے اور یہی گھوڑے کو سمجھایا جاتا ہے ویسے لگام کا اشارہ ہوتا ہے لیکن اگر اچھا گھوڑا ہو تو سوار اگر بغیر لگام کے اشارے کے ٹھہرانا چاہے تو وہ کھڑا ہو جاتا ہے پس نفس کو بھی اسی طرح مطیع ہونا چاہئے یہ نہیں کہ جو مرضی کرے آپ کا شعور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اچھے کھانے نہ کھاؤ اس وقت مجھے تمہارے پیسوں کی اسلئے ضرورت ہے۔ تم اپنے جسموں کو کھانے سے اسلئے محروم کرو کہ کسی اور روح کو تمہارے پیسے کی ضرورت ہے تو بہرحال یہ روح جسم پر مقدّم ہے پس اپنے جسم کی آسائش اور اچھے کھانے کی لذت کی قربانی دو تا کہ کوئی اور

روح جہنم سے بچائی جاسکے اور یہ تربیت نفس کو آپ نے دینی ہے وہ جو باہر سے آئیں گے وہ تو اور بھی فکر مند کر دیں گے کہ پہلوں کی جو تربیت ہے اس میں رخنہ نہ پڑ جائے۔ ان کو آتے ہی سنبھالنا چاہئے اور پیار کے ساتھ اور محبت کے ساتھ صحیح راستہ پر ان کو لگا دینا چاہئے یہ ذمہ داری انصاراللہ پر ہے۔

باقی آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مال خرچ کرتے ہیں وہ اسلئے خرچ نہیں کرتے کہ ہم نے ایک منصوبہ بنایا اور اس منصوبے کو ہم کامیاب کرنا چاہتے ہیں بلکہ میں بھی اور آپ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی اپنی استعداد اور اخلاص کے مطابق جو مالی قربانی پیش کرتے ہیں وہ اس لئے پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک منصوبہ بنایا اور ہمیں یہ فرمایا کہ اس کو کامیاب کرنے کے لئے قربانیاں دو۔ غرض یہ منصوبہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے اور ہم سے اس کا یہ وعدہ ہے کہ تم اپنی استعداد کے مطابق قربانیاں دیتے چلے جاؤ منصوبہ میں نے کامیاب کرنا ہے تمہارے سر پر سہرا باندھ دوں گا خدا تعالیٰ کو تو سہرے کی ضرورت نہیں سہرے کی احتیاج تو اس کے بندے کو ہوا کرتی ہے اس سہرے کی جو اللہ تعالیٰ باندھے۔

پس ہمارا رب بڑا پیار کرنے والا ہے غلبۂ اسلام کا خود ایک منصوبہ بنایا اور فرمایا کہ دنیا جو مرضی کرے ساری اقوامِ عالم حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار اور مست ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں میں جمع ہو جائیں گی اور ہمارا رب فرماتا ہے میں یہ کر کے چھوڑوں گا اور ہمیں فرمایا کہ تمہارے سر پر میں سہرا باندھنا چاہتا ہوں اس واسطے میرے کہنے کے مطابق تم قربانیاں دو۔ غلبۂ اسلام کا جو نتیجہ نکلے گا وہ تمہاری قربانیوں کے مقابلے میں بہت عظیم ہوگا اس کی آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوگی لیکن چونکہ میں تم سے پیار کا ایک مظاہرہ کرنا چاہتا ہوں، اپنی محبت کا تمہیں ایک جلوہ دکھانا چاہتا ہوں اسلئے کامیابی تو میری قدرت کاملہ سے ہوگی لیکن میں اپنے ہاتھ سے تمہارے سروں پر سہرا باندھ دوں گا۔

پس دوست دعا کریں اعمال صالحہ سے عاجزانہ مجاہدہ کریں کہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہمارے دلوں کو اور ہماری روح کو اس طرح پاک اور مطہر کر دے کہ وہ اپنے پیارے ہاتھوں سے غلبۂ اسلام کا یہ سہرا ہمارے ہی سروں پر باندھے۔ (امین) (اخبار الفضل ۲۳؍اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ تا ۷)